تفسیر مظہری

تالیف

حضرت علامہ قاضی محمد ثناء اللہ عثمانی مجددی پانی پتی

تشریحی ترجمہ مع ضروری اضافات

مولانا سید عبد الدائم جلالی

دار الاشاعت اردو بازار ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان ۲۶۳۱۸۶۱

تفسیر مظہری

جلد اوّل

سورۂ بقرہ

پارہ ۱ و پارہ ۲

تالیف

حضرت علامہ قاضی محمد ثناء اللہ عثمانی مجددی پانی پتیؒ

تشریحی ترجمہ مع ضروری اضافات

مولانا سید عبدالدائم الجلالی

رفیق ندوۃ المصنفین

ناشر

دارالاشاعت

اردو بازار کراچی ۱ — فون ۲۱۳۷۶۸

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی دارالاشاعت کراچی

طباعت : ۱۹۹۹ء شکیل پریس کراچی۔

ضخامت : صفحات در ۶ جلد

ملنے کے پتے

بیت القرآن اردو بازار کراچی

بیت العلوم 26- نابھہ روڈ لاہور

کشمیر بک ڈپو۔ چینوٹ بازار فیصل آباد

کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی

یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی

ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور

مکتبہ سید احمد شہیدؒ اردو بازار لاہور

مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان

مکتبہ رحمانیہ ۱۸۔ اردو بازار لاہور

قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً عرض کیا پروردگار مجھے اپنی طرف سے پاکیزہ اولاد عطا فرما۔ چونکہ حضرت زکریاؑ کی بیوی بانجھ تھی اور آپ بہت بوڑھے ہو گئے تھے اس لئے عرض کیا کہ اپنی طرف سے یعنی معمول کے خلاف مجھے اولاد عطا فرما۔ جیسے دستور اسباب کے خلاف تو مریم کو رزق عطا فرماتا ہے۔ ذریۃ سے مراد ہے لولاد۔ اس کا اطلاق واحد، جمع اور مذکر، مونث سب پر ہوتا ہے۔ طیبہ سے مراد ہے نیک، گناہوں سے پاک معصوم۔

اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ﴿۳۸﴾ بیشک تو دعا سننے والا یعنی قبول کرنے والا ہے۔

فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ پس ملائکہ نے زکریاؑ کو پکارا، پکارنے والے تنہا جبرئیلؑ تھے، یہ قول حضرت ابن مسعودؓ کا ہے، جس کو ابن جریر نے نقل کیا ہے۔ اس صورت میں ملائکہ کو بصیغہ جمع ذکر کرنے کی وجہ بر قول مفضل بن مسلمہ یہ ہے کہ جب کسی قول کا فاعل جماعت کا سردار ہوتا ہے تو جماعت کی طرف اس قول کی نسبت صحیح ہوتی ہے کیونکہ سب اپنے سردار کے قول پر متفق ہوتے ہیں۔ جبرئیل بھی سید الملائکہ تھے عموماً ان کے ساتھ فرشتوں کی جماعت رہتی تھی۔ بعض نے یہ معنی بیان کیا کہ الملائکہ سے جنس مراد ہے یعنی فرشتوں کی جنس میں سے کسی نے پکارا جیسے کہا جاتا ہے زید یرکب الخیل زید گھوڑوں پر یعنی کسی نہ کسی گھوڑے پر سوار ہوتا ہے۔

وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ اور زکریاؑ اس وقت مسجد کے اندر کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ زکریا (علیہ السلام) شیخ اعظم تھے۔ قربانی پیش کرنا اور قربان گاہ کا دروازہ کھولنا آپ ہی کے سپرد تھا۔ آپ کی اجازت کے بغیر کوئی اندر داخل نہیں ہو سکتا تھا ایک روز قربان گاہ کے پاس مسجد کے اندر کھڑے نماز پڑھ رہے تھے اور لوگ اجازت داخلہ کے منتظر تھے کہ اچانک ایک نوجوان سفید کپڑے پہنے نمودار ہوا وہ جبرئیل تھے آپ ڈر گئے جبرئیلؑ نے ندا دی زکریا۔

اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى کہ اللہ تم کو یحییٰ کے پیدا ہونے کی بشارت دے رہا ہے۔ یحییٰ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ماں کے بانجھ پن کو اللہ نے ان کی وجہ سے کھو دیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہی فرمایا۔ قتادہ نے وجہ تسمیہ یہ بیان کی کہ اللہ نے ان کے دل کو ایمان واطاعت کی وجہ سے زندگی عطا فرمائی تھی، کبھی آپ نے گناہ نہیں کیا بلکہ نافرمانی کا ارادہ بھی نہیں کیا۔

مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ یحییٰ علیہ السلام اللہ کے کلمہ کی یعنی عیسیٰ علیہ السلام کی تصدیق کرنے والے ہوں گے عیسیٰ کو کلمۃ اللہ کہنے کی یہ وجہ ہے کہ آپ بغیر باپ کے صرف لفظ کن سے پیدا ہوئے تھے۔ سبب پر مسبب کا اطلاق کر دیا گیا (لفظ کن حضرت عیسیٰ کی پیدائش کا سبب تھا لہٰذا عیسیٰؑ کو ہی کلمہ کہہ دیا گیا) بعض نے یہ وجہ تسمیہ بیان کی کہ جس طرح اللہ کے کلام سے لوگوں کو ہدایت ملتی ہے اسی طرح حضرت عیسیٰؑ کی ذات سے لوگ ہدایت یاب ہوتے تھے (گویا ہدایت آفرینی میں آپ کی ذات ہی کلام اللہ تھی) صوفیہ نے کہا کہ حضرت عیسیٰؑ کا مبدء تعین اللہ کی صفت کلامیہ تھی (اسی لئے شیرخوارگی کی حالت میں آپ نے کلام کیا تھا)۔

حضرت یحییٰؑ نے سب سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تصدیق کی اور آپ پر ایمان لائے۔ حضرت یحییٰؑ کی عمر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے چھ ماہ زیادہ تھی۔ صحیحین میں حدیث معراج کے ذیل میں آیا ہے کہ یحییٰ اور عیسیٰؑ باہم خالہ زاد بھائی تھے لیکن ہم نے پہلے ذکر کیا ہے کہ یحییٰ مریم کی خالہ کے بیٹے تھے (گویا حضرت یحییٰ آپ کے ماموں تھے) اگر روایت کی صحت ثابت ہو جائے تو دونوں میں مطابقت اس طرح ہو جائے گی کہ حدیث میں خالہ زاد بھائی قرار دینا بر سبیل مجاز ہو گا جیسے رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہؓ سے فرمایا تمہارے چچا کا بیٹا کہاں ہے۔ حالانکہ حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ کے والد کے چچا کے بیٹے تھے لیکن مجازاً حضرت فاطمہؓ کے چچا کا بیٹا حضرت علیؓ کو قرار دیدیا۔ حضرت یحییٰ کی شہادت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھانے سے پہلے ہوئی تھی۔ ابو عبیدہؒ نے کہا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ کا معنی ہے بِكَلِمَةٍ مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ وَمِنْ اٰيٰتِ كَلَامِ اللّٰهِ۔

وَسَيِّدًا اور یحییٰ اپنی قوم کے سردار ہوں گے یعنی علم، عبادت، پرہیزگاری اور تمام خصائل خیر میں سب کے

سردار ہوں گے۔ مجاہد نے سَیِّدًا کا ترجمہ کیا ہے عند اللہ معزز بعض نے کہا ایسا حلیم جس کو کسی وجہ سے غصہ نہ آئے۔ سفیان نے کہا حسد نہ کرنے والا۔ بعض نے قانع اور بعض نے سخی بھی ترجمہ کیا ہے۔ جنیدؒ نے کہا سید وہ ہے جس نے دونوں جہان دے کر خالق جہاں کو لے لیا۔ [1]

وَحَصُوْرًا یہ لفظ حصر سے مشتق ہے۔ حصر کے معنی ہیں بندش روک۔ حضرت یحییٰؑ عورتوں سے قربت صنفی نہیں کرتے تھے۔ اس کی علت بعض نے یہ بیان کی کہ آپ پیدائشی نامرد تھے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر یحییٰ پیدائشی نامرد بھی ہوں تب بھی اس جگہ حَصُوْرًا سے یہ مفہوم مراد نہیں ہے، مقام مدح کا ہے اور عنین ہونا قابل مدح چیز نہیں۔ بلکہ حَصُوْرًا سے مراد ہے اپنے نفس کو خواہشات اور لہو ولعب سے روکنے والا۔

ابن جریر ابن المنذرؒ ابن ابی حاتمؒ اور ابن عساکر نے حضرت عمروؓ بن عاص کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی اللہ کا بندہ ایسا نہیں کہ اللہ کے سامنے بغیر گناہ کئے جائے، سوائے یحییٰ بن زکریاؑ کے اللہ نے خود ان کے متعلق فرمادیا ہے۔ وَسَیِّدًا وَّ حَصُوْرًا حضور ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ یحییٰؑ کی شرم گاہ کپڑے کی جھالر کی طرح تھی (یعنی مادر زاد عنین تھے) حضور ﷺ کا آخری فقرہ کہ یحییٰؑ کی شرم گاہ کپڑے کی جھالر کی طرح تھی۔ حصور ہونے کا بیان نہیں ہے بلکہ ایک واقعہ کا بیان ہے۔ حقیقت میں حصور ہونے کا بیان وہ ہے جو اوپر گزر گیا کہ آپ معصوم تھے بلکہ ابن ابی شیبہؒ نے (مصنف میں) اور امام احمدؒ نے الزہد میں نیز ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول موقوفاً ہی نقل بھی کیا ہے جو سابق کی حدیث مرفوع سے اسناد کے اعتبار سے زیادہ قوی ہے۔

ابن ابی حاتمؒ اور ابن عساکرؒ نے حضرت ابوہریرہؓ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمام ابن آدم جب اللہ کے سامنے جائیں گے تو اس گناہ کے ساتھ جائیں گے جو ان سے سرزد ہوا ہوگا اگر اللہ چاہے گا تو معاف کردے گا اور چاہے گا تو عذاب دے گا، سوائے یحییٰ بن زکریا کے کہ وہ سید اور حصور تھے (انہوں نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں اس لئے اللہ کے سامنے جائیں گے تو بے گناہ کے جائیں گے) اور نبی تھے اور صالحین کی نسل میں سے تھے اس کے بعد حضور ﷺ نے دست مبارک جھکا کر زمین سے ایک تنکا اٹھایا اور فرمایا ان کی شرم گاہ اس تنکے کی طرح تھی۔

عبد الرزاق نے اپنی تفسیر میں قتادہ کا قول موقوفاً اور ابن عساکرؒ نے اپنی تاریخ میں حضرت معاذؓ بن جبل کی روایت سے مرفوعاً بیان کیا ہے کہ حضرت یحییٰؑ بچپن میں کچھ بچوں کی طرف سے گزرے لڑکوں نے ان کو کھیلنے کے لئے بلایا آپ نے فرمایا ہم کھیلنے کے لئے نہیں پیدا ہوئے ہیں۔

وَنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۳۹﴾ اور نبی تھے اور نیکوں کی نسل سے تھے یعنی معصوم انبیاء کی نسل سے تھے۔ یا ان لوگوں میں سے تھے جو صغیرہ کبیرہ گناہ سے پاک تھے۔

قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ حضرت زکریاؑ نے جبرئیلؑ کی طرف توجہ دیئے بغیر مناجات میں کہا اے میرے رب میرا لڑکا کہاں ہو سکتا ہے۔ حضرت زکریاؑ سے اس قول کا صدور بلا اختیار بتقاضاء بشریت ہوا تھا۔ آپ کو عادت قدرت کی اس شکست پر تعجب بھی ہوا اور حیرت بھی اور اس بات کو آپ نے بہت بڑا بھی سمجھا مگر یہ سب کچھ طبیعت بشری کے زیر اثر ہوا کبھی طبیعت بشری عقل اور علم پر غالب آجاتی ہے۔ علم اور عقل کا فیصلہ ہے کہ قدرت خدا سے نہ کوئی چیز بعید ہے نہ تعجب انگیز، مگر طبیعتِ بشری معمولِ قدرت کی شکست کو بعید بھی جانتی ہے اور عجیب بھی۔ جیسے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے وعدہ کر لینے کے بعد بھی (بتقاضائے بشریت) حضرت خضر پر اعتراض کیا تھا حالانکہ پہلے کہہ چکے تھے سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَآ اَعْصِيْ لَكَ اَمْرًا۔

---

[1] جزری نے نہایہ میں لکھا ہے کہ لفظ کا اطلاق رب، مالک، سردار، فاضل، کریم، حلیم، متحمل، زوج، رئیس، قوم اور پیشوا سب ہی پر ہوتا ہے یہ سادیسود سے صفت مشبہ کا صیغہ ہے اصل میں سیود تھا ساکن یاء کی وجہ سے واؤ کو یاء سے تبدیل کر کے ادغام کر دیا، مولف